

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
وَلَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ قَدْ ضَلَّ السَّبِيلَ
الَّذِينَ يَحْمِلُونَ أَرْصَادَهُمْ مُجْرِبِينَ
وَالَّذِينَ يَذَرُونَ الْأَرْضَ طَرَفًا
وَمَا لَهُمْ آلَاءُ فَسَوْفَ يَحْشُرُهُمُ اللَّهُ فِي
الْأَذَى وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ

جامع ترمذی

مجلد ۱
شیخ محمد بن عیسیٰ ترمذی
رحمۃ اللہ علیہ

مکتبہ امام اہلسنت

0332-9292026
0332-1632626

ابواب الصلاة

ابواب الصلوة

ترتیب میں مناسبت:

علامہ بدرالدین عینی حنفی (متوفی 855ھ) فرماتے ہیں:

جب نماز کی شرط طہارت اور اس کی قسم کے بیان سے فارغ ہوئے تو نماز اور اس کی انواع کا بیان شروع فرمایا کیونکہ شرط، مشروط سے پہلے ہوتی ہے۔ اور نماز کے بیان کو زکوٰۃ اور روزے وغیرہ کے بیان پر اس لئے مقدم کیا کہ قرآن و سنت میں ایمان کے بعد نماز کا درجہ ہے۔ نیز دیگر عبادات کے مقابلہ میں اس کے بکثرت واقع ہونے کی وجہ سے اس کی تعلیم کی زیادہ حاجت ہے۔ اور ”صلوٰۃ“ کا لغوی معنی سُرین کے پاس موجود دو ہڈیوں کو حرکت دینا ہے۔ بعض نے کہا کہ اس کا لغوی معنی ”دُعا“ ہے۔ پہلے معنی کے اعتبار سے ”صلوٰۃ“ اُن اسماء میں سے ہے جو شرعاً تبدیل شدہ اور لفظ ثابت ہیں۔ اور دوسرے معنی کے لحاظ سے اسماء منقولہ میں سے ہے۔ اور شریعت کی اصطلاح میں ارکان معلومہ اور افعال مخصوصہ کا نام ”صلوٰۃ“ ہے۔

(عمدة القاری شرح معجم بخاری، باب مواقیت الصلاۃ وعلیہا، ج 5، ص 3، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

صلوٰۃ کا لغوی، اصطلاحی معنی اور وجہ تسمیہ:

علامہ مبارک ابن اثیر (متوفی 606ھ) فرماتے ہیں:

”صلوٰۃ“ مخصوص عبادت کا نام ہے۔ اور ”صلوٰۃ“ کا لغوی معنی ”دُعا“ ہے۔ اور نماز کو اُس کے ایک جزء (یعنی دُعا) کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ اس کا لغوی معنی ”تعظیم“ ہے اور مخصوص عبادت کو ”صلوٰۃ“ اس لئے کہا گیا کہ اُس میں رب تبارک و تعالیٰ کی تعظیم ہے۔

علامہ ابن قدامہ حنبلی (620ھ) فرماتے ہیں:

”صلوٰۃ“ کا لغوی معنی دُعا ہے۔ اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا: ﴿وَوَصَّلِي عَلَيْهِمْ إِنَّ صَلَوتَكَ سَكَنٌ لَهُمْ﴾ ترجمہ کنز الایمان: اور ان کے حق میں دعائے خیر کرو بیشک تمہاری دعا ان کے دلوں کا چین ہے۔ اس آیت میں ”صلوٰۃ“ کا معنی دعا ہے۔

اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ((إِذَا دُعِيَ أَحَدُكُمْ فَلْيَجِبْ فَإِنْ كَانَ مُفْطِرًا فَلْيُطْعَمْ، وَإِنْ كَانَ صَائِمًا فَلْيُصَلِّ)) ترجمہ: جب تم میں سے کسی شخص کی دعوت کی جائے تو اُسے چاہئے کہ قبول کرے، اگر روزہ نہ ہو تو کھالے اور

روزہ دار ہو تو دُعا کرے۔

شریعت میں مخصوص افعال کا نام "صلوٰۃ" ہے۔ لہذا اگر شریعت میں "صلوٰۃ" کا حکم آئے یا ایسا حکم آئے کہ جس پر "صلوٰۃ" کی تعلیق کی گئی ہو، تو اس سے مراد شرعی صلوٰۃ (یعنی نماز) ہوگی۔
(المطبیع لاہور، کتاب الصلوٰۃ، ج 1، ص 287، مکتبۃ القرآن)

علامہ امین ابن عابدین شامی حنفی (1252ھ) فرماتے ہیں:

("صلوٰۃ" کا لغوی معنی دُعا ہے) یعنی "صلوٰۃ" کی حقیقت یہ ہے، جمہور کا موقف یہ ہی ہے اور جوہری وغیرہ ماہرین لغات نے اسی پر جزم کیا ہے۔ کیونکہ "ارکان مخصوصہ" کے ساتھ شرع کے وارد ہونے سے قبل کلام عرب میں یہ ہی شائع و ذائع تھا۔ بعض نے کہا "صلوٰۃ" کا حقیقی معنی "صلوین" کو حرکت دینا ہے یعنی اُن دو ہڈیوں کو (حرکت دینا) جو اُن دورانوں کے اوپری حصہ میں ہوتی ہیں کہ جن پر دوسرے ہیں۔ اور مجازی لغوی ہے "ارکان مخصوصہ" کے معنی میں کیونکہ نمازی رکوع و سجود میں ان دو ہڈیوں کو حرکت دیتا ہے، دوسرے مرتبہ میں دُعا میں استعارہ تصریحیہ ہے دُعا کرنے والے کو رکوع و سجود کرنے والے کے ساتھ تشبیہ دیتے ہوئے۔ مکمل بحث نہر الفائق میں ہے۔

اصولیوں کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ معانی شرع پر دلالت کرنے والے الفاظ، جیسے "صلوٰۃ" اور "صوم" (کی حقیقت کیا ہے؟) کیا وہ اپنے لغوی معانی سے شرعی معانی کی طرف اس طرح منقول ہوئے کہ لغوی معنی کا بالکل لحاظ نہ کیا گیا یا لغوی معانی میں تبدیلی ہوئی ہے یوں کہ لغوی معنی باقی ہے اور اس پر شرعی قیودات کا اضافہ کر دیا گیا ہے۔ بعض پہلی بات کے قائل ہیں، اور "الغایۃ" میں اسی کی تصریح کی یہ علت بیان کرتے ہوئے کہ اتنی کی نماز بغیر دُعا ہو جاتی ہے۔ اور بعض علماء دوسری صورت کے قائل ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ دُعا پر باقی اَرکان مخصوصہ کا اضافہ کر دیا گیا ہے اور جزء (دُعا) کا کل (نماز کے باقی اَرکان مخصوصہ) پر اطلاق کر دیا گیا ہے۔ جیسا کہ نہر الفائق میں ہے۔
(رد المحتار علی الدر المختار، کتاب الصلوٰۃ، ج 1، ص 351، دار الفکر، بیروت)

نماز کی فرضیت:

نماز ہر مکلف یعنی عاقل و بالغ پر فرض عین ہے۔
(در مختار مع رد المحتار، کتاب الصلوٰۃ، ج 1، ص 351، دار الفکر، بیروت)

نماز کی فرضیت کا ثبوت کتاب اللہ، سنت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور اجماع امت سے ہے۔

کتاب اللہ: قرآن کریم میں اللہ عزوجل کا فرمان عالیشان ہے: ﴿إِنَّ الصَّلَاةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَابًا مَوْقُوتًا﴾

(پ 5، سورۃ النساء، آیت 103)

ترجمہ کنز الایمان: بے شک نماز مسلمانوں پر وقت باندھا ہوا فرض ہے۔

اور اس کے علاوہ متعدد آیتیں ہیں جن سے نماز کا ثبوت ہوتا ہے۔

سنت: حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے روایت کیا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ((يُيَسِّرُ الْإِسْلَامُ عَلَى خَمْسٍ شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ وَإِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ وَصِيَامِ رَمَضَانَ وَحَجِّ الْبَيْتِ مَنْ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا)) ترجمہ: اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے (۱) اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بے شک محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں (2) نماز قائم کرنا (3) زکوٰۃ دینا (4) ماہ رمضان کے روزے رکھنا (5) خانہ کعبہ کا حج کرنا جو اس کے راستہ کی استطاعت رکھے۔

(صحیح بخاری باب قول النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم: یسّر اللہ فی الاسلام علی خمس: 1) ص 11، حدیث 1154، جامع مسلم باب قول النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم: یسّر اللہ فی الاسلام علی خمس: 1) ص 45، مدار احیاء التراث العربی، بیروت)

اجماع: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ مبارکہ سے آج تک پوری امت کا نماز کی فرضیت پر اجماع ہے۔ اس میں کسی کا اختلاف نہیں۔ لہذا نماز کی مشروعیت کا منکر بالافتاق کا فر ہے۔ (الابتداء شرح الہدایہ تہذیب صلاۃ، ج 2، ص 5، مدار الکتاب، بیروت)

نماز کب فرض ہوئی:

علامہ امین ابن عابدین شامی فرماتے ہیں:

شیخ اسماعیل نے بھی احکام شرح دُرر الحکام میں اس کو نقل کیا۔ اور پھر آپ نے فرمایا: شیخ محمد بکری نے جو کچھ ذکر کیا اس کا خلاصہ یہ ہے کہ علما کا اس پر اتفاق ہے کہ معراج شریف بعثت کے بعد ہوئی لیکن کون سے سن میں ہوئی؟ اس کے بارے میں اختلاف ہے، علما کی ایک جماعت نے اس پر جزم کیا کہ ہجرت سے ایک سال قبل معراج ہوئی اور ابن حزم نے اس پر اجماع نقل کیا جبکہ ایک قول یہ ہے کہ ہجرت سے پانچ سال قبل ہوئی۔ پھر معراج کون سے مہینہ میں ہوئی؟ اس کے بارے میں بھی علما کا اختلاف ہے۔ علامہ ابن اثیر اور علامہ نووی نے اپنے فتاویٰ میں اس پر جزم کیا ہے کہ ربیع الاول کے مہینہ میں ہوئی۔ علامہ نووی نے فرمایا: ستائیسویں شب کو ہوئی۔ بعض نے کہا ربیع الآخر میں، ایک قول یہ ہے کہ معراج رجب کے مہینہ میں ہوئی اور امام نووی نے ”السروحة“ میں رافعی کی اتباع میں اس آخری قول پر جزم کیا ہے۔ ایک قول کے مطابق شوال میں معراج ہوئی۔ حافظ عبدالحق مقدسی نے اپنی سیرت میں جزمًا ذکر کیا ہے کہ رجب کی ستائیسویں شب کو معراج ہوئی۔ اور شہروں میں لوگوں کا اسی پر عمل ہے۔

(رد المحتار، کتاب صلاۃ، ج 1، ص 352، مدار الفکر، بیروت)

نماز کے منکر اور تارک کا حکم:

در مختار میں ہے:

(نماز کا منکر کافر ہے) کیونکہ نماز کی فرضیت دلیل قطعی سے ثابت ہے (اور قصد استسفی کی وجہ سے نماز ترک کرنے والا) ناسق ہے (اُسے قید کیا جائے گا یہاں تک کہ نماز پڑھنے لگے) کیونکہ جب کسی کو حق العہد کی بنا پر قید کیا جاسکتا ہے تو حق اللہ کی وجہ سے بدرجہ اولیٰ قید کیا جائے گا۔ اور بعض نے کہا کہ بے نمازی کو اتنا مارا جائے کہ اُس سے خون بہنے لگے۔ اور امام شافعی کے نزدیک ایک نماز کے ترک پر بھی بطور حد قتل کیا جائے گا۔ ایک قول یہ ہے کہ بطور کفر کے قتل کیا جائے گا یعنی نماز کے ترک کرنے والے کو اس لیے قتل کیا جائے گا کہ وہ نماز کے ترک کے سبب کافر ہو گیا۔

(در مختار مع رد المحتار، کتاب الصلاۃ، ج 1، ص 352، دار الفکر، بیروت)

اس کے تحت فتاویٰ شامی میں ہے:

(اور امام شافعی کے نزدیک بے نمازی کو قتل کیا جائے گا) یوں ہی امام مالک اور امام احمد کے نزدیک بھی قتل کا حکم ہے۔ امام احمد سے ایک روایت اور آپ کے اکثر تلامذہ کے نزدیک جو مختار ہے، یہ ہے کہ بے نمازی کو بطور کفر کے قتل کیا جائے گا، اس کی تفصیل ”الحلیۃ“ میں ہے۔

(رد المحتار مع رد المحتار، کتاب الصلاۃ، ج 1، ص 353، دار الفکر، بیروت)

نماز منجگانہ اس امت کا خاصہ ہے:

نماز منجگانہ اللہ عز وجل کی وہ نعمت عظمیٰ ہے کہ اس نے اپنے کرم عظیم سے خاص ہم کو عطا فرمائی ہم سے پہلے کسی امت کو نہ ملی، بنی اسرائیل پر دو ہی وقت کی فرض تھی وہ بھی صرف چار رکعتیں دو صبح دو شام، وہ بھی ان سے نہ بھی۔ سنن نسائی شریف میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حدیث معراج مبارک میں ارشاد فرماتے ہیں: ((قَدْ رَدْتُ إِلَيْكُمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ. قَالَ: فَأَرْجِعْ إِلَى رَبِّكَ، فَاسْأَلْهُ التَّخْفِيفَ، فَإِنَّهُ قَرَضَ عَلَى بَنِي إِسْرَائِيلَ صَلَاتَيْنِ، فَمَا قَامُوا بِهِمَا)) ترجمہ: پھر پچاس (50) نمازوں کی پانچ رہیں موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نے عرض کی کہ حضور پھر جائیں اور اپنے رب سے تخفیف چاہیں کہ اس نے بنی اسرائیل پر دو نمازیں فرض فرمائی تھیں وہ انہیں بھی بجا نہ لائے۔

(سنن النسائی، کتاب الصلاۃ، فرض الصلاۃ، ج 1، ص 221، مکتب المطبوعات الاسلامیہ، حلب)

علامہ زرقانی شرح مواہب میں فرماتے ہیں: ”وردان بنی اسرائیل کلفوا برکتین بالغداة و برکتین بالعشی قبل بورکتین عند الزوال، فمقاموا بما کلفوا به“ ترجمہ: روایت ہے کہ بنی اسرائیل کو دو رکعتیں صبح اور دو رکعتیں شام کو پڑھنے کا مکلف بنایا گیا تھا۔ بعض نے کہا ہے کہ دو رکعتیں زوال کی بھی تھیں مگر وہ اس پر کاربند نہ رہ سکے۔

(شرح الزرقانی، مواہب، المقصد الخامس فی المراجعات والاسراء، ج 6، ص 142، مطبوعہ المطبعۃ العامرہ، مصر)

اور امتوں کا حال خدا جانے مگر اتنا ضرور ہے کہ یہ پانچوں اُن میں کسی کو نہ ملیں علماء نے بلا خلاف اس کی تصریح فرمائی، مواہب شریف بیان خصائص امت مرحومہ میں لکھا: ”و منها مجموع الصلوات الخمس، ولم تجمع لاحد غیر ہم“ ترجمہ: اور ان خصوصیات میں سے پانچ نمازوں کا مجموعہ بھی ہے کیونکہ امت مسلمہ کے علاوہ کسی اور امت کیلئے پانچ نمازیں جمع نہیں کی گئیں۔ (المواہب اللدیہ، المقصد الرابع خصائص تعلق بالصلوة، ج 2، ص 711، مکتب الاسلامی، بیروت)

شرح زررقانی مقصد معراج مقدس میں زیر حدیث مذکور نسائی لکھا: ”هذا هو الصواب، وما وقع في البيضاوی انه فرض عليهم خمسون صلاة في اليوم والليلة، فقال السيوطی: هذا غلط، ولم يفرض على بنی اسرائیل خمسون صلاة قط بل ولا خمس صلاة، ولم تجمع الخمس الا لهذه الامة، وانما فرض على بنی اسرائیل صلاتان فقط، كما في الحديث“ ترجمہ: یہی درست ہے اور جو بیضاوی میں ہے کہ بنی اسرائیل پر دن رات میں پچاس نمازیں فرض کی گئی تھیں، تو سیوطی نے کہا کہ یہ غلط ہے، ان پر پچاس نمازیں کبھی بھی فرض نہیں کی گئی تھیں بلکہ ان پر تو پانچ نمازیں بھی فرض نہیں تھیں، پانچ صرف اس امت کیلئے جمع کی گئی ہیں۔ بنی اسرائیل پر تو صرف دو نمازیں فرض تھیں، جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔

(شرح الزرقانی علی المواہب، فی المقصد الخامس تخصیص علیہ السلام بخلاف المعراج والاسراء، ج 6، ص 141، مطبوعہ المطبعة العامرة مصر)

لمعات شیخ محقق دہلوی و شرح مشکوٰۃ امام ابن حجر مکی میں ہے: ”مجموع هذه الخمس من خصوصياتنا“ ترجمہ: ان پانچ نمازوں کا مجموعہ ہماری خصوصیات میں سے ہے۔

(لمعات التلخیص، الفصل الثانی، کتاب الصلوة باب المواقی، ج 2، ص 231، مکتبہ المعارف العلمیہ لاہور)

اشعة اللمعات میں ہے: ”مجموع خمس اوقات مخصوص این امت ست“ ترجمہ: پانچ اوقات کا مجموعہ اس امت کی خصوصیت ہے۔ (اشعة اللمعات، الفصل الثانی، کتاب الصلوة باب المواقی، ج 1، ص 287، مکتبہ نور پور رضویہ سکر)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ((اتَّقُوا اللَّهَ رَبَّكُمْ، وَصَلُّوا خَمْسَكُمْ)) ترجمہ: اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اپنی پانچوں نمازیں ادا کرو۔ (جامع الترمذی، باب ما ذکر فی فضل الصلوة، ج 2، ص 516، مصنف البانی، مصر)

تیسیر و سراج المنیر شروع جامع صغیر میں زیر حدیث ”وصلوا خمسکم“ (اور پڑھو اپنی پانچ نمازیں) لکھا: ”اضافها اليهم لانها لم تجتمع لغيرهم“ ترجمہ: (اپنی کہہ کر) پانچ نمازوں کو امت کی طرف اس لئے منسوب کیا ہے کہ کسی اور امت کیلئے یوں جمع نہیں کی گئیں۔ (السراج المنیر شرح جامع صغیر، تحت حدیث ”اتقوا اللہ وصلوا خمسکم“، ج 1، ص 37، مطبوعہ مطبعة اذہریہ، مصر)

مصنف ابن ابی شیبہ اور ابوداؤد و ترمذی سنن میں بسند حسن معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز عشا کی نسبت فرمایا: ((أَعْتَمُوا بِهَذِهِ الصَّلَاةِ فَإِنَّكُمْ قَدْ فَضَّلْتُمْ بِهَا عَلَى سَائِرِ الْأُمَمِ وَلَكُمْ تُصَلُّوا أُمَّةً قَبْلَكُمْ))

ترجمہ: اس نماز کو دیر کر کے پڑھو کہ تم اس سے تمام امتوں پر فضیلت دیئے گئے ہو تم سے پہلے کسی امت نے یہ نماز نہ پڑھی۔
(سنن ابی داؤد، باب وقت العشاء الاخرۃ، ج 1، ص 114، المکتبۃ العصریہ، بیروت)

پُر ظاہر کہ جب نماز عشاء ہمارے لئے خاص ہے تو پانچوں کا مجموعہ بھی ہمارے سوا کسی امت کو نہ ملا۔
عشاء کے ہمارے ساتھ خاص ہونے سے مراد یہ ہے کہ پہلی امتوں پر فرض نہیں تھی۔ امام قاضی ناصر الدین بیضاوی شرح مصابیح میں فرماتے ہیں: ”ان العشاء کانت تصلیہا الرسل نافلۃ لہم ولم تکتب علی اممہم کالتہجد وجب علی نبینا دوننا“ ترجمہ: پہلے رسول عشاء کی نماز اضافی طور پر پڑھتے تھے مگر ان کی امتوں پر فرض نہیں تھی، جس طرح تہجد کی نماز ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر واجب تھی مگر ہم پر واجب نہیں ہے۔

(شرح الزرقانی علی المواہب، المقصد الرابع، خصائص لدۃ صلی اللہ علیہ وسلم، ج 5، ص 426، مطبوعہ المطبعۃ العامرہ، مصر)
رہا ہمارے نبی سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سوا کسی نبی کو یہ پانچوں نہ ملتا، علماء اس کی بھی تصریح فرماتے ہیں، امام جلال الدین سیوطی نے خصائص کبریٰ میں ایک باب وضع فرمایا: ”باب اختصاصہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بمجموع الصلوات الخمس ولم تجمع لاحد“ یعنی وہ باب جس میں بیان کیا گیا ہے کہ پانچ نمازوں کے مجموعے کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مختص ہیں اور آپ سے پہلے کسی نبی کیلئے پانچ نمازیں جمع نہیں کی گئیں۔
(الخصائص الکبریٰ، باب اختصاصہ صلی اللہ علیہ وسلم بمجموع الصلوات الخمس، ج 2، ص 204، مطبوعہ نوریہ رضویہ فیصل آباد)

امام محمد محمد ابن امیر الحاج حلبی حلیہ میں بعض علماء سے نقل ”ہذہ الصلوات تفرقت فی الانبیاء وجمعت فی ہذہ الامۃ“ ترجمہ: یہ نمازیں باقی انبیاء کو متفرق طور پر عطا کی گئیں اس امت کے لئے جمع کر دی گئیں۔
علامہ زرقانی شرح مواہب میں لکھتے ہیں: ”لم تجمع لاحد غیرہم من الانبیاء والامم“ ترجمہ: اس امت کے علاوہ باقی انبیاء اور امتوں میں سے کسی کیلئے یہ نمازیں جمع نہیں کی گئیں۔

(شرح الزرقانی علی المواہب، المقصد الرابع، خصائص لدۃ صلی اللہ علیہ وسلم، ج 5، ص 424، مطبوعہ المطبعۃ العامرہ، مصر)
اُسی میں ہے: ”ولا یعارضہ قول جبریل فی حدیث المواقیت حین صلی الخمس بالنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ہذا وقتک ووقت الانبیاء من قبلك، لان المراد، کما قال الرافعی، انه وقتہم اجمالا، وان اختص کل منہم بوقت“ ترجمہ: اور اس کے معارض نہیں ہے جبریل کا یہ کہنا کہ یہ آپ کا وقت ہے اور آپ سے پہلے انبیاء کا بھی۔ حدیث مواقیت کے مطابق جبریل نے یہ بات اُس وقت کہی تھی جب انہوں نے رسول اللہ کو پانچ نمازیں پڑھائی تھیں عدم تعارض کی وجہ یہ ہے کہ یہ اوقات دیگر انبیاء کو اجمالی طور پر ملے تھے، انفرادی طور پر تو ہر نبی کو ان میں سے کچھ وقت دیئے گئے تھے۔

(شرح الزرقانی علی المواہب، المقصد الرابع، خصائص لدۃ صلی اللہ علیہ وسلم، ج 5، ص 425، مطبوعہ المطبعۃ العامرہ، مصر)

لغات و شرح ابن حجر مکی میں ہے، واللفظ الاول: ”قوله هذا وقت الانبياء من قبلك، يدل بظاہرہ علی ان الصلوات الخمس كانت واجبة علی الانبياء عليهم الصلاة والسلام، والمراد التوزيع بالنسبة الى غير العشاء ما ذم محمود هذه الخمس من خصوصياتنا، واما بالنسبة اليهم فكانا مع العشاء متفرقا فيهم، كما جاء في الاخبار“ ترجمہ: جبریل کا یہ کہنا کہ یہ آپ کا وقت ہے اور پہلے انبیاء کا بھی، بظاہر اس پر دلالت کرتا ہے کہ پانچ نمازیں پہلے انبیاء پر واجب تھیں لیکن یہاں مراد یہ ہے کہ عشاء کے علاوہ باقی نمازیں دیگر انبیاء پر تقسیم کی گئی تھیں کیونکہ پانچ نمازوں کا مجموعہ ہماری خصوصیات میں سے ہے۔ باقی انبیاء کو تو عشاء کے علاوہ باقی نمازیں متفرق طور پر ملی تھیں، جیسا کہ روایات میں آیا ہے۔

(لغات الصحیح، مراقب الصلوة، الفصل الثانی، ج 2، ص 231، مطبوعہ مکتبہ صوفیہ لاہور)

علامہ شہاب الدین خفاجی نسیم الریاض شرح شفاۃ امام قاضی عیاض میں فرماتے ہیں: ”الصلوات الخمس لم تجتمع لغيره ولغير امته صلى الله تعالى عليه وسلم، ولا لنبى قبله، فانما الانبياء قبله كانت لهم صلاة موافقة لبعض هذه، دون مجموعها“ ترجمہ: پانچ نمازیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی امت کے علاوہ کسی امت کیلئے جمع نہیں کی گئیں، نہ آپ سے پہلے کسی نبی کیلئے۔ پہلے انبیاء کو جو نمازیں ملی تھیں تو ان میں سے ہر نبی کی نماز ان اوقات میں سے کسی ایک وقت کے ساتھ مطابقت رکھتی تھی، مجموعہ طور پر پانچ نمازیں ان میں سے کسی کو بھی نہیں دی گئی تھیں۔

(نسیم الریاض شرح الشفاء، فصل فی تہذیب صلی اللہ علیہ وسلم براتحاد کلمۃ الاسلام، ج 2، ص 257، مطبوعہ دار الفکر بیروت)

صحیح مسلم میں ہے: ((فَاعْطَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثًا: أُعْطِيَ الصَّلَاةَ الْخُمْسَ، وَأُعْطِيَ خَوَاتِمَ سُورَةِ الْبَقَرَةِ وَغُفْرَ لِمَنْ لَمْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ مِنْ أُمَّيَّةِ شَيْئَةٍ الْمُقِيمَاتِ)) ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تین چیزیں عطا کی گئیں، پانچ نمازیں، سورہ بقرہ کی آخری آیتیں اور آپ کی امت کے ہر اس شخص کی مغفرت جو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائے۔

(صحیح مسلم باب فی قول اللہ تعالیٰ ولقد آتانا نزله الاзі، ج 1، ص 157، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ لاہور)

اس حدیث سے ظاہر ہے کہ پانچ نمازیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے خاص ہیں، ظاہر ہونے کی وجہ یہ ہے کہ وہ موقعہ اکرام خاص کا تھا اس لئے پانچ نمازیں بھی آپ کیلئے خاص ہونی چاہئیں جس طرح باقی دو چیزیں آپ کیلئے خاص ہیں۔

نسیم الریاض میں علامہ خفاجی نے فرمایا: ”فَاعْطَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثًا مِنْ الْفَضَائِلِ الْمَخْصُوصَةِ بِهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ“ ترجمہ: ((پس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تین چیزیں دی گئیں)) یعنی اُن فضائل میں سے جو آپ کے ساتھ مخصوص ہیں۔

(2، مطبوعہ دار الفکر بیروت لبنان)

(نسیم الریاض شرح الشفاء، فصل فی تہذیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم براتحاد کلمۃ الاسلام)

امام فقیر ابواللیث سمرقندی رحمہ اللہ تعالیٰ نے "حنبیہ الغافلین" میں حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا کہ انہوں نے فرمایا: "قرأت فی بعض ما انزل اللہ تعالیٰ علی موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام یا موسیٰ ا رکعتان یصلیہما احمد وامتہ، وہی صلاۃ الغدلة، من یصلیہما غفرت له ما اصاب من الذنوب من لیلہ و یومہ ذلك و یكون فی ذمتی یا موسیٰ اربع رکعات یصلیہا احمد وامتہ، وہی صلاۃ الظهر، اعطیہم باول رکعة منها المغفرة، و بالثانیة اثقل میزانیہم، و بالثالثۃ او کل علیہم الملكۃ یسبحون و یتستغفرون لہم، و بالرابعة افتح لہم ابواب السماء و یشرّفن علیہم الحور العین یا موسیٰ اربع رکعات یصلیہا احمد وامتہ، وہی صلاۃ العصر، فلا یبقی ملک فی السموات و الارض الا استغفر لہم، و من استغفر لہ الملكۃ لم اعذبہ یا موسیٰ ا ثلاث رکعات یصلیہا احمد وامتہ حین تغرب الشمس، افتح لہم ابواب السماء لا یسألون من حاجة الا قضیتہا لہم یا موسیٰ اربع رکعات یصلیہا احمد وامتہ حین یغیب الشفق، ہی خیر لہم من الدنیا و ما فیہا ینخرجون من ذنوبہم کیوم و لذتہم امہم یا موسیٰ ایتوضؤ احمد وامتہ کما امرتہم، اعطیتہم بکل قطرة تقطر من الماء جنة عرضہا کعرض السماء و الارض یا موسیٰ ا یصوم احمد وامتہ شہرا فی کل سنة، و هو شہر رمضان، اعطیتہم بصیام کل یوم مدینۃ فی الجنة، و اعطیتہم بکل خیر یعملون فیہ من التطوع اجر فريضة، و اجعل فیہ لیلۃ القدر، من استغفر منہم فیہا مرة واحدة نادما صادقا من قلبہ، ان مات من لیلہ او شہرہ اعطیتہ اجر ثلثین شہیدا۔ یا موسیٰ ان فی امۃ محمد رجالا یقومون علی کل شرف یشہدون بشہادة ان لا الہ الا اللہ، فجزاؤہم بذلك جزاء الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام، و رحمتی علیہم واجبة، و غضبی بعید منہم، و لا احجب باب التوبة عن واحد منہم ماداموا یشہدون ان لا الہ الا اللہ" ترجمہ: میں نے توریت مقدس کے کسی مقام میں پڑھا ہے موسیٰ! فجر کی دو رکعتیں احمد اور اس کی امت ادا کرے گی جو انہیں پڑھے گا اُس دن رات کے سارے گناہ اُس کے بخش دُوں گا اور وہ میرے ذمہ میں ہوگا۔ اے موسیٰ! ظہر کی چار رکعتیں احمد اور اس کی امت پڑھے گی انہیں پہلی رکعت کے عوض بخش دُوں گا اور دوسری کے بدلے ان کا پلہ بھاری کر دوں گا اور تیسری کیلئے فرشتے موکل کروں گا کہ تسبیح کریں گے اور ان کے لئے دعائے مغفرت کرتے رہیں گے، اور چوتھی کے بدلے اُن کیلئے آسمان کے دروازے کشادہ کر دوں گا، بڑی بڑی آنکھوں والی عورتیں اُن پر مشتاقانہ نظر ڈالیں گی۔ اے موسیٰ! عصر کی چار رکعتیں احمد اور ان کی امت ادا کرے گی تو ساتوں آسمان وزمین میں کوئی فرشتہ باقی نہ بچے گا سب ہی ان کے لیے استغفار کریں گے اور ملائکہ جس کے لیے استغفار کریں میں اسے ہرگز عذاب نہ دُوں گا۔ اے موسیٰ! مغرب کی تین رکعت ہیں انہیں احمد اور اس کی امت پڑھے گی آسمان کے سارے دروازے ان کیلئے کھول دُوں گا، جس حاجت کا سوال کریں گے اسے پورا ہی کر دوں گا۔ اے

موسیٰ اشفق ڈوب جانے کے وقت یعنی عشاء کی چار رکعتیں ہیں پڑھیں گے انہیں احمد اور ان کی اُمت، وہ دنیا و مافیہا سے اُن کیلئے بہتر ہیں، وہ انہیں گناہوں سے ایسا نکال دیں گی جیسے اپنی ماؤں کے پیٹ سے پیدا ہوئے۔ اے موسیٰ! وضو کرے گا احمد اور اسکی اُمت جیسا کہ میرا حکم ہے میں انہیں آسمان سے ٹپکنے والے ہر قطرے کے عوض ایک جنت عطا فرماؤں گا جس کا عرض آسمان وزمین کی چوڑائی کے برابر ہوگا۔ اے موسیٰ! ایک مہینے کے ہر سال روزے رکھے گا احمد اور اس کی اُمت اور وہ ماہ رمضان ہے عطا فرماؤں گا اسکے ہر دن کے روزے کے عوض جنت میں ایک شہر اور عطا کروں گا اس میں نفل کے بدلے فرض کا ثواب اور اس میں لیلۃ القدر کروں گا جو اس مہینے میں شرمساری و صدق سے ایک بار استغفار کریگا اگر اسی شب یا اس مہینے بھر میں مر گیا اسے تیس (۳۰) شہیدوں کا ثواب عطا فرماؤں گا۔ اے موسیٰ! صبح محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں کچھ ایسے مرد ہیں کہ ہر شرف پر قائم ہیں لا الہ الا اللہ کی شہادت دیتے ہیں تو ان کی جزا اس کے عوض انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا ثواب ہے اور میری رحمت ان پر واجب اور میرا غضب ان سے دور، اور ان میں سے کسی پر باپ توبہ بند نہ کروں گا جب تک وہ لا الہ الا اللہ کی گواہی دیتے رہیں گے۔

(صحیح الاطالین، باب فضل امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم، ص 404، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ، بیروت لبنان)

امام اجل ابو جعفر طحاوی نے شرح معانی لا تار میں امام عبید اللہ بن محمد ابن عائشہ سے روایت کیا کہ انہوں نے فرمایا: ”وَأَوَّلُ مَنْ صَلَّى الْعِشَاءَ الْآخِرَةَ، نَبِيُّنَا مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ“ ترجمہ: سب سے پہلے عشاء ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پڑھی۔

(شرح معانی لا تار، باب الصلوٰۃ الوصلی، ج 1، ص 175، مطبوعہ عالم الکتب)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

بالجملہ اس قدر بلاشبہ ثابت کہ نماز عشاء ہم سے پہلے کسی اُمت نے نہ پڑھی نہ کسی کو پانچوں نمازیں ملیں اور انبیائے سابقین علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں ظاہر اراجح یہی ہے کہ عشاء ان میں بھی بعض نے پڑھی تو اثر بذکور امام طحاوی سے اجتماع خمس کو تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام میں ہمارے حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے خاص ثابت کرنا جس کا مدار اسی نفی عشاء عن سائر الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام پر تھا تاہم التعریب نہیں کہ جب ہر نماز کسی نہ کسی نبی سے ثابت تو ممکن کہ بعض انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام نے کبھی یا ہمیشہ پانچوں بھی پڑھی ہوں اگرچہ کسی اُمت نے نہ پڑھیں یہاں تک کہ مغرب کی اولیت سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی کے لئے مانے جیسا کہ قول دوم و سوم میں آتا ہے جب بھی وہ احتمال مندرج نہیں ممکن کہ سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی نے پانچوں پڑھی ہوں اور اس میں حکمت یہ ہو کہ وہ دنیا کی نظر ظاہر میں بھی صاحب صلوات خمس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اُمتی ہو کر زمین پر تشریف لانے والے ہیں اگرچہ حقیقت تمام انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام ہمارے حضور نبی الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اُمتی ہیں انہیں نبوت دی ہی اس وقت ہے جب انہیں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اُمتی بنالیا ہے جس پر قرآن عظیم ناطق اور ہمارے رسالہ تجلی

الیقین ہاں نبی سید المرسلین میں اُس کی تفصیل فائق ولله الحمد۔

غرض یہاں دو مطلب تھے ایک یہ کہ اجتماع غُس ہمارے سوا کسی اُمت کو نہ ملا یہ حدیث معاذ رضی اللہ عنہ میں خود ارشاد اقدس حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت دوسرے یہ کہ پانچوں نمازوں کا اجتماع انبیاء میں بھی صرف ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ خاص ہے یہ باعتماد علمائے کرام مانا جائے گا اگرچہ ہم اُس پر دلیل نہ پائیں کہ آخر کلمات علماء کا اطلاق و اتفاق بے چیزے نیست ہمارا دلیل نہ پانا دلیل نہ ہونے پر دلیل نہیں۔

اقول: شاید نظر علماء اس طرف ہو کہ جب حدیث صحیح سے ثابت کہ اللہ عزوجل نے اس نعمتِ جلیلہ و فضیلہ جلیلہ سے اس اُمتِ مرحومہ کو تمام اُمم پر تفصیل دی اور قطعاً ہمارے جس قدر فضل ہیں سب ہمارے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل اور صدقہ میں ہیں تو مستبعد ہے کہ ہم تو اس خصوصِ نعمت سے سب اُمتوں پر فضیلت پائیں اور ہمارے مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام پر یہ تخصیص و اختصاص نہ ہو اس تقدیر پر یہی حدیث معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دلالتِ اس دعوے کی بھی مثبت ہوگی۔

رہی حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل (ان کے کریم بیٹے پر پھر ان دونوں پر صلوٰۃ و سلام ہو) والی حدیث (کہ انہوں نے مٹی میں پانچوں نمازیں پڑھی ہیں)، تو شاید وہ پایہ ثبوت تک نہیں پہنچی کیونکہ اگر ثابت ہوتی تو اتنی کثرت سے علماء کے اقوال اس کے خلاف نہ ہوتے علاوہ ازیں میں کہتا ہوں کہ خصوصیت، فرضیت کے اعتبار سے ہے (یعنی پانچ نمازیں فرض صرف رسول اللہ پر ہونیں) ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام پر اُن میں سے جو فرض ہوں گی وہ انہوں نے بطور فرض مٹی میں پڑھی ہوں گی اور باقی اوقات میں نفل ادا کیے ہوں گے، لیکن وہ نفل چونکہ واقع انہی پانچ اوقات میں ہوئے تھے، اس لئے ان کی تعبیر نمازوں کے ناموں سے کر دی گئی۔ اور اللہ ہی پوشیدہ باتوں کو بہتر جاننے والا ہے اس مقصد کی زیادہ سے زیادہ توجیہ میرے خیال میں بھی ہو سکتی ہے۔

اقول: مگر استبعادِ مذکور کا جواب واضح ہے کہ کچھ عجب نہیں کہ مولیٰ عزوجل بعض نعمتیں بعض انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو عطا فرمائے اگلی اُمتوں میں نبی کے سوا کسی کو نہ ملتی ہوں مگر اس اُمتِ مرحومہ کیلئے انہیں عام فرمادے جیسے کتاب اللہ کا حافظ ہونا کہ اُمم سابقہ میں خاصہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام تھا اس اُمت کے لئے رب عزوجل نے قرآن کریم حفظ کیلئے آسان فرمادیا کہ دس دس برس کے بچے حافظ ہوتے ہیں اور ہمارے مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فضل ظاہر ہے کہ اُن کی اُمت کو وہ ملا جو صرف انبیاء کو ملا کرتا تھا

(نہادی رضویہ ملخصاً، ج 5، ص 66، 73، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

علیہ و علیہم افضل الصلوٰۃ و الثناء واللہ سبحنہ و تعالیٰ اعلم۔

کون سی نماز کس نبی نے پہلے پڑھی

علامہ امین ابن عابدین شامی فرماتے ہیں: